eBooksAll.Com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سچائی کی اہمیت اور اپریل فول

جمع وترتیب

محمد عبید اللہ خان قاسمی

بزم خطباء

eBooksAll.Com

کھلا ہے جھوٹ کا بازار، آو سچ بولیں
نہ ہو بلا سے خریدار، آو سچ بولیں

سکوت چھایا ہے انسانیت کی قدروں پر
یہی ہے موقع اظہار، آو سچ بولیں

ہمیں گواہ بنایا ہے وقت نے اپنا
بنامِ عظمت کردار، آو سچ بولیں

سنا ہے وقت کا حاکم بڑا ہی منصف ہے
پکار کر سرِ دربار، آو سچ بولیں

تمام شہر میں ایک بھی نہیں منصور
کہیں گے کیا رسن و دار، آو سچ بولیں

جو وصف ہم میں نہیں کیوں کریں کسی میں تلاش
اگر ضمیر ہے بیدار، آو سچ بولیں

چھپائے سے کہیں چھپتے ہیں داغ چہروں کے
نظر ہے آئینہ بردار، آو سچ بولیں

قتیل جن پہ سدا پتھروں کو پیار آیا
کدھر گئے وہ گنہ گار، آو سچ بولیں
قتیل شفائی

eBooksAll.Com

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا. مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا. اَمَّا بَعْدُ:

قال الله تعالیٰ فی القرآن المجيد والفرقان الحميد:

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ. (التوبہ: ١١٩)

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! اللہ رب العزت سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔

عليكم بالصِّدقِ فإنَّ الصِّدقَ يهدی إلی البرِّ وإنَّ البرَّ يهدی إلی الجنَّةِ وما يزالُ الرَّجلُ يصدُقُ ويتحرَّی الصِّدقَ حتَّی يُكتبَ عند اللهِ صِدِّيقًا، وإيَّاكم والكذِبَ فإنَّ الكذِبَ يهدی إلی الفجورِ وإنَّ الفجورَ يهدی إلی النَّارِ وما يزالُ الرَّجلُ يكذِبُ ويتحرَّی الكذِبَ حتَّی يُكتبَ عند اللهِ كذَّابًا۔ (مسلم: ٢٦٠٧)

ترجمہ: سچائی کو لازم پکڑو، اس لیے کہ سچ نیکی کی طرف راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کو لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک سچا لکھ لیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو، اس لیے کہ جھوٹ برائی کی طرف راہ دکھاتا ہے اور برائی جہنم کو لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔

تمہید

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں پر بے حساب و بے شمار رحمتیں کر رکھی ہیں، انعامات عطا فرمائے ہیں، اللہ کی اپنے بندوں اور خاص طور پر ایمان والے بندوں پر رحمت کا تو انداز ہی جُدا ہے کہ اُن کے لیے اُن کی زندگیوں کے ہر ایک لمحے میں رحمت اور مغفرت اور درجات کی بلندی رکھ دی ہے، اللہ رب العزت نے جو انعامات عطا فرمائے ہیں ان میں سے انسانی اعضاء یہ بہت بڑی نعمت ہیں، آنکھ، کان، ناک، زبان، دل، دماغ، ہاتھ، پیر وغیرہ، پھر ان اعضاء کی ذمہ داریاں بھی متعین کردی ہیں، آنکھ کا کام دیکھنا ہے، کان کا کام سننا ہے ناک کا کام سونگھنا ہے وغیرہ، زبان اللہ رب العزت کی بہت بڑی نعمت ہے، اس زبان کا صحیح استعمال کرکے آدمی فلاح و نجات کا سامان اپنے لیے تیار کرسکتا ہے، اور اسی زبان کے غلط استعمال سے وہ وعیدوں کا مستحق بھی بن جاتا ہے، زبان کی ذمہ داریاں یوں تو بہت ہیں، لیکن سب سے بڑی ذمہ داری سچ بولنا ہے۔

سچائی کی اہمیت

اگر دیکھا جائے تو بنیادی طور پر صدق اور کذب یعنی سچ اور جھوٹ دونوں الگ الگ مستقل صفات ہیں، دونوں علیحدہ علیحدہ خصلتیں ہیں، اور کسی بھی انسان کے اندر دونوں صفات کے پائے جانے کا امکان بدرجۂ اتم رہتا ہے، یہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ سچ یا جھوٹ دونوں کے بولنے پر قادر ہے، اللہ نے اس دنیا میں چھوٹ دے رکھی ہے، تاکہ وہ اپنے بندوں کو آزمائے، مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کردیا ہے کہ سچ کی اور سچ بولنے والوں کی کیا قدر و قیمت ہے، اور جھوٹ بولنے والے کا کیا انجام ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے مختلف انداز میں سچائی کی اہمیت کو واضح کیا ہے اور لوگوں کو اس پر چلنے کی ترغیب دلائی ہے، قرآن کریم کی بے شمار آیتیں اس جانب اشارہ کرتی ہیں، اگر آپ قرآن کریم کی آیتوں میں غور کریں گے تو اندازہ ہوگا کہ سچ کا کتنا بڑا مقام ومرتبہ ہے کہ سچائی کی نسبت کہیں خود اللہ کی ذات کی جانب ہے تو کہیں انبیاء کی جانب ہے، کہیں صالحین کی جانب ہے تو کہیں صالحات کی جانب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ. (التوبة:۱۱۹)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ. (محمد:۲۱)

تو اگر وہ اللہ کے ساتھ سچے رہیں تو ان کے لئے بہتری ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا (النساء: ۸۷)

اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات والا اور کون ہوگا۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا۔ (النساء: ۱۲۲)

یہ ہے اللہ کا وعدہ جو سراسر سچا ہے اور کون ہے جو اپنی بات میں اللہ سے زیادہ سچا ہو؟۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یہ صدق اس قدر محبوب وپسندیدہ ہے کہ اس نے اپنے لیے استعمال فرمایا ہے۔

ایک دوسری جگہ یہود کی سرکشی اور ان کی من مانی شریعت پر زجر وتوبیخ کرتے ہوئے فرمایا:

وَإِنَّا لَصَادِقُونَ۔ (الأنعام: ۱۴۶) اور ہم یقیناً سچے ہیں۔

اس صدق کی نسبت نبیوں اور رسولوں کی طرف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ۔ (الزمر: ۳۳) اور جو سچے دین کو لائے اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ پارسا ہیں۔

مزید وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر اپنے پیارے خلیل سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے فرمایا:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔ (مریم: ۴۱) اس کتاب میں ابراہیمؑ کا قصہ بیان کیجیے، بیشک وہ بڑی سچائی والے پیغمبر تھے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ: وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔ (مریم: ۵۶) اور اس کتاب میں ادریسؑ کا بھی ذکر کیجیے، وہ بھی نیک کردار پیغمبر تھے۔

اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا۔ (مریم: ۵۴) اس کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا واقعہ بھی بیان کیجیے، وہ بڑے ہی وعدے کے سچے تھے اور تھے بھی رسول اور نبی۔

غرض یہ کہ صدق اور سچائی انبیاء کی صفت رہی ہے، نبیوں کی یہ خصلت اتنی مبارک خصلت ہے کہ اللہ نے قرآن کریم میں اس کا ذکر جمیل فرمایا تاکہ انسان اس خصلت کو اپنانے کی کوشش کرے، نبیوں کی سچائی کا ذکر سن سن کر نبیوں کو اپنا آئیڈیل بناتے ہوئے سچائی کی راہ پر گامزن رہے۔

سچائی ایک ایسی بہترین خصلت ہے جس سے ایمان اور اسلام کی تکمیل ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے اور اس سے متصف ہونے والوں کی تعریف فرمائی ہے، یہ ایک ایسی خصلت ہے کہ جو اس سے متصف ہوتا ہے اس کے لیے نجات کا باعث ہوتی

ہے اور اس کے لیے وہ زینت، تاج اور وقار ہوتی ہے۔

سچائی ایسی صفت ہے، جس کی اہمیت ہر مذہب اور ہر دور میں یک ساں طور پر تسلیم کی گئی ہے، اس کے بغیر انسانیت مکمل نہیں ہوتی، اسی لیے شریعتِ اسلامیہ میں اس کی طرف خاص توجہ دلائی گئی ہے، اور ہر حال میں سچ بولنے کی تاکید کی گئی ہے۔

محسن انسانیت نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ سچ بولنے کی تعلیم دی اور جھوٹ بولنے سے منع فرمایا، نبی کریم ﷺ ہمیشہ سچ بولتے تھے، حتی کہ آپ ﷺ کو نبی و رسول نہ ماننے والوں نے بھی آپ کی سچائی اور امانت داری سے متاثر ہو کر آپ کو صادق اور امین جیسے القاب سے نوازا تھا۔

جھوٹ کی مذمت

جھوٹ ایک فریب ہے، جھوٹ ایک دھوکہ ہے، جھوٹ ایک بیماری ہے، جھوٹ ایک نہایت ہی بری خصلت ہے، جھوٹ سے اعتماد کا خاتمہ ہو جاتا ہے، جھوٹ سے آپسی تعلقات کمزور پڑ جاتے ہیں، جھوٹ سے انسان اخلاقی معیار سے نیچے گر جاتا ہے۔

جھوٹ کی برائی اور قباحت کے دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ بھی اسے معیوب سمجھتے تھے، ان میں سے کوئی معزز شخص اپنی طرف جھوٹ کی نسبت گوارا نہ کرتا تھا، یہ حقیقت اس قصہ میں نمایاں ہے کہ جس کو امام بخاری اور مسلم رحمہا اللہ نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں بتلایا، کہ جب نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی موصول ہونے پر شاہ روم نے ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کو اپنے ہاں طلب کیا، اور اپنے ترجمان کی وساطت سے ان سے دریافت کیا کہ ”نبوت کا دعویٰ کرنے والے شخص کے ساتھ نسب سے قریبی رشتہ داری کس کی ہے؟ یہاں اس بات کا جاننا بہت ضروری ہے کہ جب ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کو شاہ روم نے طلب کیا تب ابوسفیان اور ان کے ساتھی مسلمان نہ تھے، ابو سفیان بیان کرتے ہیں: ”میں نے کہا: میں رشتہ داری میں اس کا سب سے قریبی ہوں“ اس (شاہ روم) نے کہا: ”ادنوہ منی وقربوا أصحابه فاجعلوهم عند ظهره۔“ ”اس کو میرے قریب کرو، اس کے ساتھیوں کو بھی قریب کرو، اور انہیں اس کے پس پشت بٹھا دو“، پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا: ”ان سے کہو: انی سائل عن هذا الرجل فان كذبني فكذبوه۔“ ”میں اس شخص سے سوال کرنے جا رہا ہوں، اگر اس نے مجھ سے جھوٹ بولا، تو تم اس کی تکذیب کر دینا“، ابوسفیان بیان کرتے ہیں: فو الله! لولا الحياء من أن يأثروا على كذبا لكذبت عليه۔“ اللہ کی قسم! اگر مجھے اس بات کی حیا نہ ہوتی، کہ مجھ سے جھوٹ نقل کیا جائے گا، تو میں ضرور اس (نبی کریم ﷺ) کے خلاف جھوٹ بولتا، تو ان (نبی کریم ﷺ) کے خلاف شدید بغض و عداوت رکھنے کے باوجود ابوسفیان آپ ﷺ کے متعلق کوئی جھوٹی بات نہ کہہ سکے، ایسا کرنے میں رکاوٹ صرف یہ تھی کہ انہیں یہ گوارا نہ تھا، کہ لوگ ان کے بارے میں کہیں کہ ابوسفیان نے معزز سردار ہونے کے باوجود جھوٹ بولا، یہ واقعہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی نگاہوں میں بھی

جھوٹ کی خرابی اور قباحت کو سمجھنے کے لئے بہت کافی ہے۔

جھوٹ کی خرابی کو آشکارا کرنے والی ایک بات یہ ہے کہ وہ ایمان کے منافی ہے:

ارشاد رب العالمین ہے: إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ. (النحل:۱۰۵)

''جھوٹ تو وہ ہی باندھتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔''

قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَقِيلَ لَهُ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَقِيلَ لَهُ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا؟ فَقَالَ: لَا۔ (الترغيب والترهيب: ۵۴/۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں، پھر پوچھا گیا کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر سوال کیا گیا کہ کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا نہیں۔

جھوٹ اور شرک کا باہمی تعلق

جھوٹ کی قباحت پر دلالت کرنے والی باتوں میں ایک یہ ہے کہ بعض آیات اور احادیث میں جھوٹ اور شرک دونوں سے ایک ہی مقام پر منع کیا گیا ہے، یا دونوں کی برائی کو ایک ہی جگہ واضح کیا گیا ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ. (الحج:۳۰) ''بتوں کی گندگی سے بچو اور قول زور سے بچو۔''

زور سے مراد: جیسا کہ علامہ قرطبی نے بیان کیا ہے باطل اور جھوٹ ہے اور اس کو (زور) اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حق سے ہٹا ہوتا ہے۔

سیدنا ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جھوٹی گواہی ''اشراک باللہ'' کے برابر ہوئی پھر انہوں نے اس آیت کو (بطور دلیل) پڑھا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ألا أنبئكم بأكبر الكبائر؟ ''کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟''

قلنا: بلی یا رسول الله! ہم نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

قال: الاشراك بالله وعقوق الوالدين وكان متكئا فجلس فقال: ألا وقول الزور وشهادة الزور، ألا وقول الزور وشهادة الزور فما زال يقولها: حتى قلت: لا يسكت''. (بخاری: ۵۹۷۷، مسلم: ۸۷)

بزم خطباء ایک ٹیلیگرام چینل ہے، جس میں خطباء کے لیے مواد مہیا کیا جاتا ہے، اپنے دوست احباب کو شامل فرمائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی، اس وقت آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار! اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی خبردار! اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی، آپ ﷺ اس کو دہراتے رہے، یہاں تک کہ میں نے (اپنے دل میں) کہا'' آپ ﷺ خاموش نہ ہوں گے۔''

جھوٹ کا منافقوں کی خصلتوں میں سے ہونا

جھوٹ کی شدید خرابی اور قباحت پر دلالت کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ یہ منافقوں کی خصلتوں میں سے ایک خصلت ہے اور ان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ امام بخاری اور امام مسلمؒ نے سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ''
(رواه البخاري في كتاب الايمان، ومسلم أيضا في كتاب الايمان)
منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب (اس کے ہاں) امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

جھوٹ کا نقصان

اگر زبان جھوٹ سے آشنا ہوگئی اور گفتگو میں جھوٹ نمایاں ہوگیا تو جھوٹ بولنے والے کی عظمت اس طرح ختم ہوجاتی ہے جیسے موسم خزاں میں درخت کے پتے! جھوٹ انسان کی ناپاکی وخیانت کی روح کو تقویت دیتا ھے اور ایمان کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو خاموش کردیتا ہے، جھوٹ رشتۂ الفت واتحاد ووفاق کو توڑ دیتا ہے اور معاشرہ میں عداوت ونفاق کے بیج بودیتا ہے، گمراہیوں کا زیادہ تر حصہ جھوٹے دعووں اور خلاف واقع گفتگووں کا نتیجہ ھوتا ہے، برے لوگ اپنے فاسد مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنی شیریں بیانی، کذب لسانی سے سادہ لوح حضرات کو اپنا گرویدہ بنالیتے ہیں اور اپنی رطب اللسانی کی زنجیر میں اسیر کرلیتے ہیں، جھوٹا آدمی کبھی یہ سوچتا ہی نہیں ہے کہ کوئی دوسرا اس کے راز سے مطلع ہوجائے گا، اسی اطمینان کی بنیاد پر اپنی گفتگو میں غلطیوں کا شکار ہوتا رہتا ھے اور کبھی شدید رسوائی سے دوچار ہوجاتا ہے اسی لیے یہ مثل بے بنیاد نہیں ھے کہ: دروغ گو را حافظہ نباشد! جھوٹ بولنے والے کا حافظہ صحیح نہیں ہوتا۔
ایک کہانی بہت ہی مشہور ہے کہ بکریوں کا ایک چرواہا گاؤں کے لوگوں کو ایک بار نہیں دو بار جھوٹ موٹ پکارا کہ 'بھیڑیا، بھیڑیا آگیا ہے بچاؤ، بچاؤ'، گاؤں کے لوگ وہاں دوڑے دوڑے آئے مگر دیکھا کہ بھیڑیا کا کوئی نام ونشان نہیں تو چرواہے کو ڈانٹ پھٹکار لگاکر چلے گئے، دوسری بار پھر چرواہے کو مذاق سوجھا اور وہ پھر مزا لینے کے لیے جھوٹ کا وہی عمل دہرایا، گاؤں والوں نے آکر پھر اسے

eBooksAll.Com

لعنت وملامت کی اور واپس چلے گئے، تیسری بار ایسا ہوا کہ سچ مچ بھیڑیا آ گیا اور چرواہا چلاتا رہا مگر گاؤں کے ایک شخص نے بھی اس کی پکار پر اعتبار نہیں کیا جس کی وجہ سے کوئی آیا ہی نہیں، بھیڑیا اس کی کئی بکریوں کو کھا گیا اور کئی بکریوں کو ساتھ لے گیا، اس طرح اس جھوٹے کو اپنے کیئے کی سزا مل گئی، وہ بیحد شرمندہ ہوا اور سوچنے لگا کہ جھوٹ نے اسے کہیں کا نہیں رکھا، کئی بکریوں سے بھی محروم ہو گیا اور گاؤں والوں کی نظروں سے بھی گر گیا۔

جھوٹے کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کیلئے اسے سو جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا واقعہ

سچ کے تو بہت فائدے گنائے گئے ہیں اور سچی حکایتیں بھی بیان کی گئی ہیں، حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بہت مشہور ہے کہ جب ڈاکوں کے ایک گروہ نے انھیں راستہ میں پکڑا اور ان کی تلاشی لینے لگے تو ڈاکوؤں کے پوچھنے پر انھوں نے صاف صاف بتایا کہ ان کے پاس اشرفیاں ہیں جو ان کی ماں نے دے رکھی ہیں، ڈاکوؤں کو عجیب سا لگا کہ لڑکے نے جھوٹ سے کام نہیں لیا، اشرفیاں تو اس کی ماں نے جسم میں ایسی جگہ باندھ دی تھیں کہ شاید وہ ڈاکوؤں کے ہاتھ نہیں لگتیں، ڈاکو انھیں اپنے سردار کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا سنایا، یہ سن کر ڈاکوؤں کا سردار حیرت میں ڈوب گیا اور سوچنے لگا کہ ایک وہ ہے جو ڈکیتی سے کام لیتا ہے، جھوٹ کو اپنا پیشہ بنالیا ہے اور ایک یہ لڑکا ہے کہ جس نے اپنی چیز کو آسانی سے ہم جیسے ڈاکوؤں کے حوالے کر دیا، اس نے لڑکے سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ تم جھوٹ سے کام لیتے تو شاید تمھاری اشرفیاں تمھارے پاس ہی رہتیں اور تم نقصان اٹھانے سے بچ جاتے، لڑکے نے کہا کہ میری ماں نے چلتے وقت نصیحت کی ہے کہ جھوٹ کبھی نہیں بولنا، سچ ہی بولنا، اس لیے میں نے سچ بولا اور جھوٹ سے کام نہیں لیا۔ ڈاکوؤں کا سردار اس قدر شرمسار ہوا کہ اس نے ڈکیتی جیسے جرم اور عادت کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چھوڑ دینے کا فیصلہ کرلیا، دیکھا آپ نے! سچ نے ایک ڈکیت کو اس قدر بدل دیا کہ اب وہ سچائی کی راہ پر آ گیا اور اس نے اپنی زندگی کا رخ بدل لیا۔

سچائی کا فائدہ

حقیقت تو یہ ہے کہ سچائی اس دنیا میں بھی انسان کو عزت و توقیر عطا کرتی ہے اور لوگوں کی نظروں میں اس کو ثقہ بنا دیتی ہے، سچ بولنے میں کچھ دشواریوں کا آنا یقینی ہے کیوں کہ ہر اچھی چیز کے حصول میں ایک قیمت چکانی پڑتی ہے، اور ہر گلاب کو کانٹوں سے گھیر دیا گیا ہے، تو ظاہر ہے سچ بولنے سے ملنے والا مقام و مرتبہ یوں ہی آسانی سے نہیں مل جاتا ہے مگر سچ بولنے کی وجہ سے آنے والی ہر پریشانی

eBooksAll.Com

عارضی ہے، وقتی ہے، جلد یا بدیر اس کا خاتمہ لازمی ہے، ہر دور، ہر زمانے میں نور وظلمت کا تصادم رہا ہے، ابتدائے آفرینش سے ہی صدق وکذب کی جنگ چلی آرہی ہے، جھوٹ اور سچ کا مقابلہ کوئی انوکھی بات نہیں یہ سرشت ابن آدم میں داخل ہے، دنیا کی تاریخ اس سے بھری پڑی ہے، مگر تاریخ شاہد ہے کہ جیت ہمیشہ سچ کی ہوئی ہے، دنیا جانتی ہے کہ صادقین کو جب صدق کے پاداش میں تختہ دار پر بھی چڑھایا گیا تو دنیا نے ان کے صدق کی عظمت وقوت کو جھک کر سلام کیا، سچ جب بھی میدان میں ثابت قدم رہا باطل سرنگوں ہوگیا، سچ انسان کو قوت عطا کرتا ہے، مردانگی عطا کرتا ہے، ثابت قدمی کا ہنر بخشتا ہے، اور زندگی کی حقیقی لذت سے بہرور کرتا ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سچ کے ساتھ زندگی گزارنے کا مزہ ہی کچھ اور ہوتا ہے، جس شخص کو اللہ کے علاوہ نہ کسی کا ڈر نہ کسی کا خوف ہو اطمنان قلب اور سکون جان اس کی زندگی کا خاصہ بن جاتا ہے۔

صِدق کے بہت سے فائدے ہیں، ان میں سے اُہم ترین کا ذکر کیا جاتا ہے:

پہلا فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا اِرشاد مُبارک ہے: إِنَّ الصِّدقَ يَهدِی إِلى البِرِّ وَإِنَّ البِرَّ يَهدِى إِلى الجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصدُقُ حتى يَكُونَ صِدِّيقًا وَإِنَّ الكَذِبَ يَهدِی إِلى الفُجُورِ وَإِنَّ الفُجُورَ يَهدِی إِلى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكذِبُ حتى يُكتَبَ عِندَ اللَّهِ كَذَّابًا ۔ بے شک صِدق نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور یقینا نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور وہ شخص جو صِدق پر عمل پیرا رہتا ہے (اُسکے لیے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ) وہ اللہ کے ہاں صدیقوں میں لکھ لیا جاتا ہے اور جھوٹ یقینا برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی یقینا جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور وہ شخص جو ہمیشہ جھوٹ بولتا رہے (اُسکے لیے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ) وہ اللہ کے ہاں جھوٹوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔

یعنی جب کوئی اِنسان مستقل طور پر صِدق پر عمل پیرا رہتا ہے تو وہ اللہ کے ہاں صدیقین میں شامل کر لیا جاتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اس فرمان میں ہمیشہ جھوٹے بولنے والے کے لیے یہ وعید بھی ہے کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹے کا انجام تقریبا سب کو ہی معلوم ہے۔

دوسرا فائدہ: اللہ کے ہاں صدیقین میں شُمار ہونے جانے کے نتیجے میں یقینا اہل جنت میں سے ہوجانا،

تیسرا فائدہ: صِدق والا لوگوں کی محبت اور ان کا اعتماد حاصل کر لیتا ہے، اور اسے وہ احترام میسر ہوجاتا ہے جو کسی بڑے سے بڑے معاشرتی رتبے والا کو بھی میسر نہیں ہوتا۔

چوتھا فائدہ: نفس کا اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

eBooksAll.Com

پانچواں فائدہ: صِدق مصیبتوں اور پریشانیوں سے نکلنے کا سبب بنتا ہے، جیسا کہ حدیث مبارک میں غار میں پھنس جانے والے تین آدمیوں کے واقعہ میں ملتا ہے کہ انہوں نے صِدق سے کیے ہوئے اعمال اللہ کے سامنے پیش کیے اور اللہ نے ان کی تصدیق فرماتے ہوئے ان کو مصیبت سے نجات دی، کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ اگر جھوٹ کسی پریشانی سے نکلنے کا سبب بنتا ہے تو صِدق اس سے کہیں زیادہ اور مظبوط سبب ہے کیونکہ جھوٹ تو حقیقتاً کسی مصیبت سے نجات نہیں دلاتا بلکہ وہ تو دھوکہ دہی اور حق کو چھپا کر ایک مصیبت سے نکل کر دوسری مصیبت میں داخل کروانے والا ہوتا ہے۔

چھٹا فائدہ: اللہ کے حُکم سے رزق میں برکت اور زیادتی کا سبب ہوتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ہے کہ: البَيِّعَانِ بِالخِيَارِ ما لم يَتَفَرَّقَا فَإِن صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا في بَيعِهِمَا وَإِن كَذَبَا وَ كَتَمَا مُحِقَت بَرَكَةُ بَيعِهِمَا ، (بخاری) دو با اختیار خرید وفروخت کرنے والے (خرید وفروخت کر کے) الگ ہونے سے پہلے اگر صِدق والا معاملہ کریں گے تو اُن کے لیے اُن کی خرید وفروخت میں برکت دی جاتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں اور (سامان کا عیب) چھپاتے ہیں تو ان کی خرید وفروخت کی برکت مِٹا دی جاتی ہے۔

ہنسی مذاق کا حکم

اسلام افراط وتفریط سے پاک، ایک اعتدال پسند دین ہے؛ جو ہر چیز میں میانہ روی کو پسند کرتا ہے، اسلامی نظام کوئی بے رنگ اور خشک نظام نہیں؛ جس میں تفریحِ طبع، دل لگی اور زندہ دلی کی کوئی گنجائش نہ ہو؛ بلکہ وہ فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ اور فطری مقاصد کو روبہ عمل لانے والا مذہب ہے۔

اسلام سستی اور کاہلی کو پسند نہیں کرتا؛ بلکہ چستی اور خوش طبعی کو پسند کرتا ہے، مزاح، زندہ دلی اور خوش طبعی انسانی زندگی کا ایک خوش کن عنصر ہے، اور جس طرح اس کا حد سے متجاوز ہوجانا نازیبا اور مضر ہے، اسی طرح اس لطیف احساس سے آدمی کا بالکل خالی ہونا بھی ایک عیب ہے؛ جو بسا اوقات انسان کو خشک محض بنا دیتا ہے، بسا اوقات ہمنشینوں اور ماتحتوں کے ساتھ لطیف ظرافت ومزاح کا برتاؤ ان کے لئے بے پناہ مسرت کے حصول کا ذریعہ اور بعض اوقات عزت افزائی کا باعث بھی ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے رسول خدا ﷺ اپنی تمام تر عظمت ورفعت اور شان وشوکت کے باوجود، اپنے جاں نثاروں اور نیازمندوں سے مزاح فرمایا کرتے تھے نیز اسلافِ امّت کی زندگیاں جہاں خوف خداوندی، خشیت ایزدی اور زہد وتقویٰ کا نمونہ ہیں؛ وہیں تفریح، خوش دلی اور کھیل کود کے پہلوؤں پر بھی بہترین اُسوہ ہیں۔

مزاح کیا ہے؟

مزاح کی مثال صاف وشفاف پانی سے دی جاتی ہے، اسے جس ظرف میں ڈالا جائے گا وہ اسی رنگ میں رنگ جائے گا، شریف وباوقار لوگ نہات ہی حسین اور لطیف مزاح کرتے ہیں؛ جس سے محفل زعفران زار ہوجاتی ہے جب کہ بداخلاق اور آوارہ لوگ لچر مزاح کرتے ہیں، جس سے انبساط کے بجائے مزید انقباض پیدا ہوجاتا ہے، چناں چہ مزاح کی اپنی کوئی شخصیت نہیں ہوتی، غیر مہذب اور اخلاق باختہ گروہ کا مزاح بھی غیر مہذب اور اخلاق باختہ ہوا کرتا ہے، مہذب اور اخلاق والے گروہ کے مزاح پر بھی اُس گروہ کے کردار کی چھاپ پڑتی ہے۔ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے اپنے ایک مضمون مزاح: تعریف اور نظریات میں اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔تاہم مزاح کی یہ تعریف بہت حد تک جامع نظر آتی ہے کہ مزاح: عمل، تقریر یا تحریر کی وہ صفت ہے جو تفریح، نرالا پن، مذاق، ہنسی، ظرافت اور غیر سنجیدگی کو برانگیختہ کرتی ہے۔یوں تو دورِ حاضر میں ہنسی کی ضرورت اور افادیت پر سنجیدگی سے کام ہوا ہے اور ماہرین طب اس رائے پر پہنچے ہیں کہ انسانی صحت کے لیے ہنسی ناگزیر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاح کے چند واقعات

ایک دیہاتی صحابی حضرت زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں دیہات کی چیزیں بہ طورِ تحفہ لایا کرتے تھے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو شہر کی چیزیں تحفہ دیا کرتے تھے، وہ اگرچہ زیادہ خوش شکل نہیں تھے مگر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت زیادہ محبت فرماتے، ایک دن وہ بازار میں بیٹھے کچھ سامان بیچ رہے تھے، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے آکر آنکھوں پر اپنا دستِ مبارک رکھ دیا اور فرمایا: اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ مزاح کا یہ انداز کتنا دل کش، حسین وجمیل اور جود وعطا والا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی حضرت زاہر (رضی اللہ عنہ) سے خوش طبعی تو فرما رہے ہیں ساتھ ساتھ اُن کی قسمت بھی چمکا رہے ہیں انہیں خود اپنی زبانِ نبوت سے غلام کہہ کر پکار رہے ہیں۔

ایک شخص نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی؛ ارشاد فرمایا: ہم تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے، اس نے عرض کیا میں اونٹنی کے بچے کا کیا کرونگا؟ فرمایا: اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

eBooksAll.Com

حضرت محمود بن ربیع انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ پانچ سال کے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے ان کے گھر میں ایک کنواں تھا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا اور خوش طبعی کے طور پر پانی کی ایک کلّی حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ماری۔ (بخاری شریف) محدثینِ کرام علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس کی برکت سے ان کو وہ حافظہ حاصل ہوا کہ اس قصہ کو یاد رکھتے اور بیان فرماتے اس وجہ سے صحابہ میں شمار ہوئے۔

حضرت امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک بوڑھی صحابیہ بارگاہِ نبوی ﷺ میں عرض گزار ہوئی، یارسول اللہ! دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت میں داخل فرمائے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ مزاح اسے کہا کہ بوڑھی عورت جنت میں نہیں جاے گی، اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرنے کے لیے مسجد تشریف لے گئے، اس بوڑھی عورت نے رونا شروع کر دیا، خوب روئی یہاں تک کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، یارسول اللہ! جب سے آپ نے اس بوڑھی عورت کو یہ فرمایا ہے کہ کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائیگی، اس وقت سے یہ زار وقطار رو رہی ہے۔ حضور ﷺ یہ سن کر ہنس پڑے، فرمایا: بے شک جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہیں جائے گی (بلکہ جوان ہوکر جائیں گی)، ارشادِ باریِ تعالیٰ ہے۔ بے شک ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر پیدا کیا اور پھر انہیں کنواریاں بنایا۔ (شمائلِ ترمذی)

امام بخاری نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، ایک سفر میں مجاہدین کے ساتھ جو بوجھ تھا وہ بہت گراں محسوس ہونے لگا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم اپنی چادر بچھاؤ، چنانچہ انہوں اپنا بوجھ اس میں ڈال دیا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اٹھالو تم تو کشتی ہو یعنی کشتی میں سارا بوجھ سماجاتا ہے اور وہ اٹھالیتی ہے،، حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے نام کو ذو معنی انداز میں ارشاد فرما کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثار صحابی سے جو خوش طبعی فرمائی، اس سے صحابیِ رسول حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا ایمان پختہ ہوجاتا ہے اور وہ علیہ ﷺ وجد و سرور میں کہہ اُٹھتے ہیں کہ: جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کشتی فرمایا تو اس کے بعد سات اونٹوں کا بوجھ مجھ پر لاد دیا جاتا تو وہ مجھے بھاری نہ معلوم ہوتا۔ (مزاح ومذاق: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں، مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی)

بہرحال خوشی طبعی اور مزاح، زندگی اور زندہ دلی کی علامت ہے بشرطیکہ فحش، عریانی اور عبث گوئی سے پاک ہو، واقعاتِ مزاح نفسِ انسانی کے لیے باعث نشاط اور موجب حیات نو اور تازگی کا سبب بنتے ہے، نبی ﷺ نے بھی ایسے مزاح اور خوش طبعی کو اختیار کیا جس کی مثالیں اور واقعات آپ نے دیکھیں، اور جس مزاح سے منع کیا گیا ہے وہ اس نوعیت کی خوش طبعی اور مذاق ہوتا ہے جس میں جھوٹ اور زیادتی کا عنصر پایا جاتا ہے اس نوعیت کا مذاق زیادہ ہنسی اور دل کی سختی کا باعث بنتا ہے اس سے بغض پیدا ہوتا ہے اور انسان کا رعب ودبدبہ اور وقار ختم ہوجاتا ہے۔

اپریل فول

مزاح اور مذاق کا ایک طریقہ اپریل فول کے نام سے جانا جاتا ہے، قرآن مجید میں ہر طرح کے تمسخر سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ھے: "اے ایمان والو! نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے، ہوسکتا ہے کہ جن پر ہنستے ہیں وہ ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے، ہوسکتا ہے جن پر وہ ہنستی ہیں ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔" (الحجرات:۱۱)

عام طور پر "اپریل فول" کو ایک بے ضرر اور سادہ سا مذاق تصور کیا جاتا ہے؛ لیکن یہ بے ضرر اور سادہ مذاق نہیں ہے، بلکہ یہ جھوٹ، فریب اور استہزا جیسے بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے اور اللہ اور اس کے رسول کو یہ پسند نہیں ہے کہ مسلمان ان گناہوں میں مبتلا ہوں، ایک اور گناہ جو ان تمام گناہوں کے نتیجے میں سرزد ہوتا ہے وہ ایذاء مسلم کا گناہ ہے۔

اپریل فول کا تاریخی پس منظر

اپریل فول کی مستند تاریخی حقیقت کسی کتاب میں مذکور نہیں، البتہ چند وجوہات یا واقعات زبان زد عام ہیں اور ان میں بھی مؤرخین کا خاصا اختلاف ہے، جن میں سے چند کا ذکر بالاختصار کیا جارہا ہے:

(۱) ۱۵۶۴ء تک نئے سال کا آغاز مارچ کے آخر میں ہوتا تھا اور سال کا افتتاحی جشن ۲۱ یا ۲۵ مارچ سے یکم اپریل تک منایا جاتا تھا۔ پوپ گریگوری ۸ (Pope Gregory XIII) نے ایک نیا کیلنڈر متعارف کروایا جس میں سال کا آغاز جنوری سے ہوتا تھا، چنانچہ چارلس ۹ (Charles IX) نے اس کیلنڈر کو رائج کردیا، غیر ترقی یافتہ ذرائع ابلاغ کے باعث بہت سے لوگ اتنی بڑی تبدیلی سے لاعلم رہے اور بدستور نئے سال کی تقاریب پہلے کی طرح ہی مناتے رہے، جن لوگوں کو اس تبدیلی کا علم ہو چکا تھا انہوں نے اس تبدیلی سے ناواقف لوگوں کو مذاق کا نشانہ بنایا اور ان کو اپریل فول کے طنزیہ نام سے پکارنے لگے، پھر آہستہ آہستہ یہ لوگوں میں عام ہوتا گیا حتی کہ اسے باقاعدگی سے منایا جانے لگا۔

(۲) اندلس پر تقریبا آٹھ سو (۸۰۰) سال مسلمانوں کی حکومت رہی ہے، مسلم حکومت پر جب وقت زوال آیا تو عیسائی دوبارہ ان علاقوں میں قابض ہوگئے حتی کہ اسپین (اندلس کا علاقہ) پر بھی قبضہ کرلیا اور مسلمانوں کا قتل عام کرتے ہوئے خون کی ندیاں

بہادیں، ان حالات کو دیکھ کر بعض مسلمانوں نے اپنا روپ عیسائیوں جیسا بنا لیا، عیسائیوں نے جاسوس چھوڑے تاکہ بچے ہوئے مسلمانوں کی نشاندہی کرکے انہیں قتل کیا جائے، لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ چنانچہ عیسائی بادشاہ فرڈینڈ ۲ (Ferdinand II) نے ایک منصوبہ تشکیل دیا اور اس منصوبے کے تحت ملک بھر میں ایک مہینہ اعلان عام کروایا کہ تمام مسلمان غرناطہ میں جمع ہوجائیں تاکہ انہیں بحری جہاز کے ذریعے دوسرے علاقے میں لے جاکر مسلمانوں کا الگ ملک آباد کیا جائے، اعلان میں اس بات کی یقین دہانی بھی کروائی گئی کہ انہیں امن وامان سے لے جایا جائے گا اور دھوکہ دہی نہیں کی جائے گی، اعلان سن کر تمام مسلمان غرناطہ میں الحمرا کے نزدیک بڑے بڑے میدانوں میں جمع ہوگئے جہاں ان کے لیے خیمے لگائے گئے تھے، مسلمانوں کو بحری جہاز پر سوار کیا گیا جس میں بچے، بوڑھے، مرد وخواتین سب موجود تھے اور جہاز وہاں سے روانہ ہوا، جب گہرا سمندر آیا تو ان بدبخت عیسائیوں نے اپنے منصوبے کے تحت اس جہاز کو غرق کردیا اور تمام مسلمانوں کو ابدی نیند سولا دیا، یہ سانحہ قریبا یکم اپریل کو وقوع پذیر ہوا۔

اس واقعہ کے بعد سپین میں خوب جشن منایا گیا کہ دیکھو ہم نے مسلمانوں کو کیسے بیوقوف بنایا؟ پھر یہ سانحہ یا جشن اسپین سے تجاوز کرتا ہوا پورے یورپ میں فتح عظیم کی شکل اختیار کرگیا جسے اپریل کے بے وقوف (First april fool) کا نام دیا گیا۔

[43,p 40Calender of state papers Spain by G.A.Bergenroth,Vol 1]

(۳) برِصغیر میں اپریل فول:

کہا جاتا ہے کہ برصغیر میں پہلی بار اپریل فول انگریزوں نے بہادر شاہ ظفر سے منایا جب وہ رنگون جیل میں تھے، انگریزوں نے صبح کے وقت بہادر شاہ ظفر سے کہا کہ یہ لو تمہارا ناشتہ آگیا ہے۔ جب بہادر شاہ نے پلیٹ پر سے کپڑا اٹھایا تو پلیٹ میں اس کے بیٹے کا کٹا ہوا سر تھا۔ جس سے بہادر شاہ ظفر کو صدمہ پہنچا جس پر انگریزوں نے ان کا خوب مذاق اڑایا۔ (بحوالہ اپریل فول از عبدالوارث ساجد، ص ۳۱)

(۴) ایک وجہ انیسویں صدی عیسوی کی معروف انسائیکلوپیڈیا "لاروس" نے بیان کی ہے اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرلیا اور رومیوں کی عدالت میں پیش کیا تو رومیوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا، ان کو پہلے یہودی سرداروں اور فقیہوں کی عدالت میں پیش کیا گیا، پھر وہ انھیں پیلاطُس کی عدالت میں فیصلہ کے لیے لے گئے، پھر پیلاطس نے ان کو ہیرودیس کی عدالت میں بھیج دیا اور بالآخر ہیرودیس نے دوبارہ فیصلہ کے لیے ان کو پیلاطس ہی کی عدالت میں بھیج دیا۔

اگر یہ بات درست ہے تو غالب گمان یہی ہے کہ یہ رسم یہودیوں نے جاری کی ہوگی اور اس کا منشاء حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی تضحیک ہوگی؛ لیکن یہ بات حیرت ناک ہے کہ جو رسم یہودیوں نے (معاذ اللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہنسی اڑانے کے لیے جاری کی اس کو عیسائیوں نے کس طرح قبول کرلیا؛ بلکہ خود اس کے رواج دینے میں شریک ہوگئے: جبکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ

eBooksAll.Com

السلام کو نہ صرف رسول؛ بلکہ ابن اللہ کا درجہ دیتے ہیں، قرینِ قیاس یہ ہے کہ یہ ان کی دینی بدذوقی یا بے ذوقی کی تصویر ہے، جس طرح صلیب، کہ ان کے عقیدہ کے مطابق اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی ہے، تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کی شکل سے بھی ان کو نفرت ہوتی؛ لیکن ان پر خدا کی مار یہ ہے کہ اس پر انھوں نے اس طرح تقدس کا غازہ چڑھایا کہ وہ ان کے نزدیک مقدس شے بن کر ان کے مقدس مقامات کی زینت بن گئی۔ بس اسی طرح اپریل فول کے سلسلہ میں بھی انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کی نقالی شروع کردی۔ اللّٰھم احفظنا منہ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عیسائی اس رسم کی اصلیت سے ہی واقف نہ ہوں اور انھوں نے بے سوچے سمجھے اس پر عمل شروع کردیا ہو۔ واللہ اعلم

(۵) انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں اس رسم کی ایک اور وجہ بیان کی گئی ہے کہ اکیس مارچ سے موسم میں تبدیلیاں آنی شروع ہوجاتی ہیں، ان تبدیلیوں کو بعض لوگوں نے اس طرح تعبیر کیا کہ (معاذ اللہ) قدرت ہمارے ساتھ اس طرح مذاق کر کے ہمیں بے وقوف بنا رہی ہے؛ لہٰذا لوگوں نے بھی اس زمانے میں ایک دوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کردیا۔

(انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا ۱/ ۴۹۶ بحوالہ "ذکر و فکر" ص ۶۷، مفتی تقی عثمانی مدظلہ رضی اللہ عنہن)

اپریل فول کی شرعی حیثیت

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ تاریخی اعتبار سے یہ رسم بدقطعاً اس قابل نہیں کہ اس کو اپنایا جائے؛ کیونکہ اس کا رشتہ یا تو کسی توہم پرستی سے جڑا ہوا ہے، یا کسی گستاخانہ نظریے اور واقعے سے جڑا ہوا ہے؛ اس کے علاوہ یہ رسم اس لیے بھی قابلِ ترک ہے کہ یہ مندرجہ ذیل کئی گناہوں کا مجموعہ ہے:

(۱) مشابہت کفار و یہود و نصاریٰ

(۲) جھوٹا اور ناحق مذاق

(۳) جھوٹ بولنا

(۴) دھوکہ دینا

(۵) دوسرے کو اذیت پہنچانا

یہ بات نہایت قابل غور ہے کہ آج کا مسلمان مغربی افکار اور نظریات سے اتنا مرعوب ہوچکا ہے کہ اسے ترقی کی ہر منزل مغرب کی پیروی میں ہی نظر آتی ہے، ہر وہ قول و عمل جو مغرب کے ہاں رائج ہوچکا ہے اس کی تقلید لازم سمجھتا ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ

eBooksAll.Com

اسلامی افکار کے موافق ہے یا مخالف، حتی کہ یہ مرعوب مسلمان ان کے مذہبی شعار تک اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔"اپریل فول" بھی ان چندرسوم ورواج میں سے ایک ہے جس میں جھوٹی خبروں کو بنیاد بنا کر لوگوں کا جانی ومالی نقصان کیا جاتا ہے، انسانیت کی عزت وآبرو کی پرواہ کیے بغیر قبیح سے قبیح حرکت سے بھی اجتناب نہیں کیا جاتا، اس میں شرعاً واخلاقاً بے شمار مفاسد پائے جاتے ہیں جو مذہبی نقطہ نظر کے علاوہ عقلی واخلاقی طور پر بھی قابل مذمت ہیں۔

غرض اس فعل میں کئی مفاسد پائے جاتے ہیں، لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اس قبیح فعل سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ اللہ رب العزت ہمیں توفیق عمل نصیب فرمائے، آمین یارب العلمین۔

أقول قولی هذا واستغفر الله لی ولكم ولسائر المسلمين، فاستغفروه إنه هو الغفور الرحيم۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

بزم خطباء ٹیلیگرام چینل میں شامل ہونے کے لیے ٹیلیگرام کے تلاش کے خانہ میں لکھیں

@bazmekhateeb

اور شامل ہوجائیں

نوٹ: اس مواد کو تیار کرنے میں مختلف اہل علم کے مضامین سے استفادہ کیا گیا ہے اور اقتباسات نقل کیے گئے ہیں۔